فَرُخی سیستانی

علی نام، ابوالحسن کنیت اور فرخی تخلص تھا۔ ۳۷۰ ہجری قمری کے لگ بھگ سیستان جیسے دور افتادہ اور پسماندہ علاقے میں پیدا ہوا۔ فرخی کا باپ جولوغ ، سیستان کے امیر خلف بانو کا غلام تھا۔ فرخی کو بچپن ہی سے شعرو شاعری کا شوق تھا۔ پہلے پہل وہ سلسلۂ چغانیاں کے امیر ابوالمظفر کے دربار سے وابستہ رہا۔ بعد میں سلطان مسعود غزنوی کے دربار سے بھی وابستہ رہا۔ اُسے تین بار ہندوستان کے سفر کا موقع ملا۔ ۴۲۹ھ/۱۰۳۷ء میں وفات پائی۔

فرخی ، غزنوی دور کے اہم ترین شاعروں میں شمار ہوتا ہے۔ اس دور میں قصیدہ مقبول ترین صنفِ سخن تھی۔ فرخی کی بنیادی وجہ شہرت بھی قصیدہ سرائی ہی ہے۔

قصیدہ لفظِ قصد سے نکلا ہے، جس کا مطلب ہے ارادہ یا توجہ کرنا۔ چونکہ یہ شاعری بادشاہوں کی مداحی کرکے انعام و اکرام حاصل کرنے کے ارادے سے کی جاتی تھی، اس لیے اِس کا نام قصیدہ پڑ گیا۔ عموماً اس صنف کے یہ اجزا ہوتے ہیں :

۱- تشبیب یا نسیب : اِسے تغزل بھی کہا جاتا ہے۔ اس میں مناظر فطرت، معاملات عشق و محبت یا محافلِ عیش و نشاط کا بیان ہوتا ہے۔ یہ بہت ہلکی پھلکی، تروتازہ اور فرحت بخش قسم کی شاعری ہوتی ہے۔

۲- گُریز یا مخلص :اِس حصے میں شاعر تمہیدی اور غیر متعلق شاعری سے بڑے تعجب انگیز انداز میں اصل موضوع کی طرف رجوع کرتا ہے۔ موضوع کی تبدیلی کا یہ عمل جتنا غیر محسوس طریقے سے ہو ، اُتنا ہی زیادہ متاثر کن ہوتا ہے۔

۳- مدح : یہ قصیدے کا بنیادی یا مرکزی حصہ ہے۔ اس میں بادشاہ ، شاہزادے ، وزیر یا امیر کی توصیف و ستائش کی جاتی ہے۔ مبالغہ آمیز انداز میں اس کی قابلیت ، شجاعت اور سخاوت کی تعریف کی

جاتی ہے۔دربار، شکاراور جنگی فتوحات کاذِکربھی ہوتا ہے۔

٤- مدّعایاتقاضا : اس حصے میں شاعراپنی بدحالی کاذکرکرتا ہےاورانعام واکرام کاتقاضا کرتاہے۔

٥- دعا : یہ قصیدے کا اختتامی حصہ ہوتاہے۔اس میں ممدوح کوطویل عمر، طویل دورِحکومت اورصحت و سلامتی کی دُعائیں دی جاتی ہیں۔

فارسی میں مدحیہ قصائد کے علاوہ دینی ومذہبی اوراخلاقی وعرفانی موضوعات پر بھی قصیدے لکھے گئے ہیں۔ قصیدہ نگاری میں رودکی ، فرخی ، عنصری ، منوچہری ، انوری ، خاقانی ، ظہیرفاریابی ، امیرخسرو، سنائی ، عطّار ، سعدی ، جامی ، عرفی ، فیضی ، نظیری ، طالب آملی ، بیدل ، غالب اورقاآنی کے نام نمایاں ہیں۔

قصیدے میں فرّخی کا اندازِ بیان سادہ ، رواں ، رنگین اورشیریں ہے۔اس کے قصائد کی تشابیب بہت دلآویز ہیں ۔ان میں انتہائی خُوبصورت منظر نگاری کی گئی ہے۔فرّخی کے کچھ قصیدے بہت مشہور ہیں۔ سُومنات کی فتح پرلِکھا جانے والاقصیدہ اُس کے فکر و فن کا شاہکار مانا جاتا ہے۔فتحِ کشمیر کا تہنیتی قصیدہ بھی بے مثال ہے ۔ایسے قصائد، برصغیر کی اسلامی تاریخ کا اہم مأخذ بھی ہیں اور کئی مؤرخین نے ان سے استفادہ کیا ہے۔

فرّخی نے قصیدے کی شکل میں ، سُلطان محمود غزنوی کا جو مرثیہ لکھا ہے ، وہ انسانی جذبات کا بہترین عکّاس ہے۔اس کا ایک ایک لفظ غم و اندوہ میں ڈوبا ہوا ہے۔لب و لہجے میں سچا درداور شدّت اخلاص موجزن ہے۔

فرّخی کا قصیدہ ''داغگاہ '' بھی فارسی کے بہترین قصائد میں شمار ہوتا ہے۔اس میں فرّخی کا فن درجۂ کمال کو پہنچا ہوا ہے۔ جمالِ فطرت کی منظر نگاری میں یہ قصیدہ بے مثال ہے ۔اس کی تشبیب میں سے کچھ اشعار نصاب میں شامل کیے جارہے ہیں۔

در وصفِ داغگاه

چُون پَرَندِ نیلگُون بر رُوی پُوشد مَرغزار
پرنیانِ هفت رنگ اَندر سَر آرَد کوُهسار

خاك را چون نافِ آهُو مُشک زایَد بی قیاس
بید را چُون پَرِ طُوطی بَرگ رُویَد بی شمار

دُوش ، وقتِ نیم شب ، بُوی بهار آورد، باد
حَبَّذا بادِ شِمال و خُرّما بُویِ بهار

سَبزه اندر سَبزِه بینی چُون سپهر اندر سپهر
خیمهِ اندر خیمهِ بینی چُون حصار اندر حصار

رُویِ هامُون سَبز چُون گردُونِ ناپیدا کران
رُویِ صَحرا ساده چُون دَریایِ ناپیدا کنار

(فرخی سیستانی)

فرهنگ

در وَصْف : کی تعریف میں
نیلگون : (نیل+گون) نیلے رنگ کا
پَرنیان : منقش ریشمی کپڑا
زایَد : (زائیدن مصدر : پیدا ہونا) پیدا ہوتا ہے۔
رُویَد : روئیدن مصدر : اُگنا) اُگتا ہے۔
حَبَّذا : کلمۂ تحسین و مسرت ، واہ واہ
خُرَّما : کلمۂ تحسین و مسرت ، واہ واہ

پَرَند : ریشم، سادہ ریشمی کپڑا
مرغزار : (مرغ+زار) سبزہ زار، چمن زار
کوهسار : (کوہ+سار) پہاڑی علاقہ، پہاڑ
بیقیاس : بے حساب، بہت زیادہ
دُوش : گذشتہ رات
بادِ شِمال : شِمال کی ہوا، بہار کی خوشگوار ہوا
سپهر : آسمان

حِصار : دیوار ، فصیل ، قلعہ
ھَامُون : وسیع وعریض میدان ، جنگل
گرِدُون : آسمان
کران : کنارا ، سرا
دریا : سمندر
ناپیدا : جوظاہر نہ ہو ، دکھائی نہ دینے والا
داغگاہ : وہ جگہ جہاں شاہی گھوڑوں کو بطورِ نشان داغا جاتا تھا۔
مُشک : ایک خوشبودار مادّہ ، جو ایک خاص نسل کے ہرن کی ناف سے نکلتا ہے۔
بِید : لمبی اور سیدھی شاخوں والا ایک پودا ، جس پر پھول یا پھل نہیں آتے۔ عام طور پر مرطوب جگہوں پر اُگتا ہے۔

تمرین

۱- قصیدہ کیا ہوتا ہے ؟ فارسی قصیدے کے اہم شاعروں کے نام لکھیے ؟

۲- '' پرندِ نیلگوں '' اور '' پرنیانِ ہفت رنگ '' سے کیا مراد ہے ؟

۳- دُوسرے شعر کے پہلے مصرعے کا مطلب واضح کیجیے ؟

٤- سبق میں آنے والے مرکبِ اضافی اور مرکبِ توصیفی الگ الگ لکھیے ؟

٥- سبق میں آنے والے استعارات اور تشبیہات الگ الگ کیجیے ؟

۲-

۱- نیلگوں (نیل+گون)، مرغزار (مرغ+زار) اور کوہسار (کوہ+سار) جیسے پانچ پانچ الفاظ لکھیے ؟

۲- بیقیاس (بی+قیاس) اور ناپیدا (نا+پیدا) جیسے پانچ پانچ الفاظ تحریر کیجیے ؟

۳- فرّخی سیستانی کی شاعرانہ صلاحیتوں کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں ؟

امام غزالیؒ

حُجّۃُ الاسلام ابو حامد محمد بن محمد غزالیؒ پانچویں صدی ہجری کے وسط میں ایران کے قدیم شہر طوس میں پیدا ہوئے۔ دینی اور ادبی علوم اپنے والد کے ایک دوست ابو حامد احمد رادکانی سے سیکھے۔ مزید تحصیل علم کے لیے نیشاپور گئے اور امام الحرمین ابوالمعالی جوینی سے فیض اُٹھایا۔ فارغ التحصیل ہوکر ۴۸۴ھ میں مشہور سلجوقی وزیر نظامُ الملک طُوسی کے قائم کردہ مدرسۂ نظامیہ بغداد میں مُدرس ہوگئے۔ چالیس برس کے تھے کہ حج کی سعادت حاصل کی۔ دس سال تک اسلامی ممالک کی سیاحت کی اور پھر وطن لوٹ آئے۔ کافی عرصہ مدرسۂ نظامیہ نیشاپور میں تدریس کرتے رہے۔ شروع میں وہ منطق و فلسفہ جیسے عقلی عُلُوم کے زیرِ اثر زاہدِ خشک تھے۔ بعد میں اللہ نے انہیں معرفت کی روشنی عطا فرمائی اور وہ بہت بڑے صوفی بن گئے۔ اُن کی ساری زندگی باطل عقائد کی تردید میں صرف ہوئی۔

انہوں نے کردار سازی کی ضرورت پر زور دیا۔ اسلامی تصوّف کو مقبولِ عام بنانے میں اُن کی کوششوں کا بڑا حصہ ہے۔ وہ آخری عمر میں گوشہ نشین ہوگئے تھے۔ انہوں نے ۵۰۵ھ / ۱۱۱۱ء میں وفات پائی۔

غزالی ، عالمِ اسلام کے جلیل القدر عالم دین اور عظیم المرتبت صُوفی دانشور ہیں۔ انہوں نے مختلف اسلامی موضوعات پر، عربی اور فارسی میں تقریباً ستّر کتابیں لکھیں۔ ان کی مشہور کتاب " کیمیائے سعادت " ہے، جو ان کی شہرۂ آفاق عربی کتاب " احیاء العُلُوم " کا فارسی خلاصہ ہے۔

سُلطان سنجر سلجوقی جیسے صاحبِ جاہ و جلال بادشاہ کے نام آپ کا ایک خط آپ کی عظمتِ کردار کا آئینہ دار ہے۔ اس سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کلمۂ حق کہنے کو فرضِ عین جانتے تھے اور عوامُ النّاس کے مسائل کو بہت دردمندی سے محسوس کرتے تھے۔

نامۀ امام محمد غزالی به سلطان سنجر سلجوقی

ایزد تعالیٰ ملکِ اسلام را از مملکتِ دنیا برخوردار گُناد و آنگاه در آخرت پادشاهی ای دهاد که پادشاهی روی زمین در وی حقیر و مختصر گردد !

همت بُلند دار! چنان که اقبال و دولت و نَسَبَت بلند است و از خدای تعالیٰ جز به پادشاهی جاویدان قناعت مکن.

رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم می فرماید: "یک روزه عدل از سلطان عادل، فاضل تر است از عبادت شصت ساله؛ و امروز به حدّی رسیده است که عدلِ یک ساعت، برابرِ عبادتِ صد سال است.

بر مردمانِ طُوس رحمتی کُن که ظلم بسیار کشیده اند، و غلّه به سرما و بی آبی تباه شده، و درخت های صد ساله از اصل خُشک شده، و هر روستائی را هیچ نمانده مگر پُوستینی و مُشتی عیالِ گرسنه و برهنه، و اگر از ایشان چیزی خواهد همگنان بگریزند و درمیان کُوه ها هلاك شوند.

این داعی، بدان که پنجاه و سه سال عُمر بگذشت. چهل سال در دریایِ عُلومِ دین غوّاصی کرد تا به جائی رسید که سُخن وی از اندازهٔ فهمِ بیشتر اهلِ روزگار در گذشت. در علوم دینی نزدیک هفتاد کتاب کرد. پس دنیا را چنان که بود، بدید و به جملگی بینداخت. و مدتی در بیت مدنی در بیت المقدس و مکه قیام کرد و بر سرمشهد ابراهیم صلواة اللّٰه علیه عهد کرد که پیش هیچ سلطان نرود و مال سلطان و مناظره و تعصب نکند، و دوازده سال بدین عهد وفا کرد! اکنون شنیدم که از مجلسِ عالی اشارتی رفته است به حاضر آمدن، فرمان را به مشهدِ رضاؑ آمدم، و نگاهداشتِ عهدِ خلیلؑ را به لشکرگاه نیآمدم!

ایزد تعالیٰ بر زبان و دِل عزیز آن را ناد که فردا در قیامت از آن خجل نباشد و امروز اسلام را از آن ضَعف و شکستگی نباشد!

(امام غزالیؒ)

فرهنگ

ایزد : اللہ

کناد : کرے (دعائیہ) [کن+اد]

نَسَب : خاندان

بی آبی : خشک سالی

همگنان : تمام ، سب

به جملگی : مکمل طور پر

ضعف : کمزوری

پُوستین : چمڑے کا لباس ، عام لباس مراد ہے۔

مُشتی : (مُشت+ی) مٹھی بھر ، کچھ

عیال : اہل خانہ ، بیوی بچے

داعی : دعوت دینے والا ، خود مصنف مراد ہے۔

فرمان را : فرمان کے تحت ، حکم کی تعمیل میں

ملک اسلام : بادشاہِ اسلام

اقبال : بخت

فاضل تر : افضل

روستائی : دیہاتی

غواصی کردن : غوطہ لگانا

نگہداشت : حفاظت

تمرین

۱-

۱- خط کے شروع میں کیا دُعا دی گئی ہے ؟

۲- عدل و انصاف کی کیا اہمیت بیان کی گئی ہے ؟

۳- امام غزالیؒ نے بادشاہ سے کن لوگوں کی سفارش کی ہے ؟

٤- امام غزالیؒ نے حضرت ابراہیمؑ کے مزار پر کیا عہد کیا تھا ؟

٥- مشہدِ امام رضاؑ کہاں واقع ہے ؟

۲-

۱- گناد ، دھاد اور راناد جیسے پانچ الفاظ لکھیے۔

۲- مندرجہ ذیل افعال پہچانیے ، مصادر اور صیغے بھی بتائیے :

قناعت مکن ، رسیدہ است ، کشیدہ اند ، نیامدم ، شنیدم

۳- امام غزالیؒ اور ان کی دینی خدمات کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں ؟

مسعُود سعد سلمان لاھوری

برصغیر کے عظیم فارسی شاعر مسعود بن سلمان ٤٤٠ھ کے لگ بھگ لاہور میں پیدا ہوئے۔ اُن کے آباء و اجداد ایران کے شہر ہمدان سے آئے تھے۔ انہوں نے مُروجہ علُوم و فنُون میں کمال حاصل کیا۔ اُس زمانے میں، موجودہ پاکستان غزنوی سلطنت کا حصہ تھا۔ چنانچہ وہ غزنوی دربار سے وابستہ ہوئے۔ سُلطان ابراہیم غزنوی (٤٥١-٤٩٢ھ) نے حاسدین کے اُکسانے پر، اپنے باغی بیٹے سیف الدولہ سے دوستی کی بنا پر مسعود کو قید کر دیا۔

اُنہوں نے اپنی عُمر کے اٹھارہ سال مختلف قید خانوں میں کاٹے اور قید تنہائی کی اذیت سہی۔ اُنہیں ٥٠٠ھ میں رہائی ملی اور وہ غزنی کی شاہی لائبریری کے انچارج مقرر ہوئے۔ ٥١٥ھ میں اُن کا انتقال ہوا۔

ان کا شمار برِصغیر کے قدیم ترین اور عظیم ترین قصیدہ نگاروں میں ہوتا ہے۔ قید و بند میں کی جانے والی شاعری ''حبسیہ'' کہلاتی ہے۔ حبسیہ نگاری میں وہ آج تک حرف آخر سمجھے جاتے ہیں۔ انہوں نے قصیدے کو مدح، ستائش اور خوشامد

چاپلوسی کے بجائے، اپنے احساسات وجذبات کی ترجمانی کے لیے استعمال کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کا کلام سادہ و رواں بھی ہے اور منفرد بھی۔ ان کی شاعری میں اخلاقی موضوعات بھی کثرت سے ملتے ہیں انہوں نے ''بارہ ماہہ'' جیسی خالص ہندوستانی صنف سخن کو پہلی بار فارسی میں رائج کیا۔ فارسی کا پہلا معلومہ ''شہرآشوب'' اور پہلا '' مستزاد '' بھی انہی سے منسوب ہے۔

مسعود سعد سلمان کی شاعری فصاحت و بلاغت کا حسین نمونہ ہے۔ اخلاص، سادگی اور درد و سوز کی فراوانی اُن کے کلام کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ انہیں یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ اُن کا دیوان، فارسی کے عظیم صوفی شاعر حکیم سنائی غزنویؒ نے مرتب کیا۔

زیرِنظر قصیدے میں انہوں نے اپنا دُکھ درد بیان کیا ہے اور دامنِ امید بھی ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ اخلاقی نکات کی طرف بھی توجہ دلائی ہے اور زمانے کا مردانگی سے مقابلہ کرنے کا درس بھی دیا ہے۔

اُوگرامی تر است، کُو داناست

این چُنین رنج کز زمانه مَراست — هیچ دانی که در زمانه کراست؟
اَی تن! آرام گیر و صبر گزین — که هر امروز را زِ پس، فرداست
همه از آدَمیم ما، لیکن — اُوگرامی تراست، کُو داناست
گرچه پیوسته شعر گویم من — عادتِ من، نه عادت شُعرَأست
نه طمع کرده ام ز کیسهٔ کس — نه تقاضاست شعر من، نه هجاست
همچو ما، روزگار مخلوق است — گِلِه کردن زِ رُوزگار چراست
گِلِه از هیچ کس نباید کرد — کز تنِ ماست آنچه بر تنِ ماست
صعب باشد پس هر آسانی — نشنیدی که خار با خُرماست

مَکَرمَت کُن که بگذرَد همه چیز
مکرمت پایدار در دُنیاست

(مسعود سعد سلمان)

فرهنگ

گُو : ''کہ اُو'' کا مخفف، کون، کوئی
کز : '' کہ از '' کا مخفف، کس سے
کرا : '' کہ را '' کا مخفف، کس کو/کس کے لیے؟
پیوسته : ہمیشہ
کیسه : تھیلی ، جیب
تقاضا : مطالبہ ، درخواست
هَجَا : ہجو ، مذمت
صعَب : مُشکل، پریشانی، تکلیف
خُرما : کھجور
مَکرَمت : لطف وکرم، عفوودرگذر
گیر : گرفتن مصدر : پکڑنا ، اختیار کرنا - فعل امر : اختیار کر
گزین : گزیدن مصدر : چُننا ، انتخاب کرنا - فعل امر: انتخاب کر

تمرین

۱-

۱- دُوسرے شعر میں شاعر نے اپنے آپ کو کیا نصیحت کی ہے ؟

۲- شاعر کے نزدیک معیارِ فضیلت کیا ہے ؟

۳- آخری شعر میں شاعر نے کیا نصیحت کی ہے ؟

٤- '' کزتنِ ماست ، آنچہ برتنِ ماست '' سے کیا مراد ہے ؟

٥- مسعُود سعد سلمان کی شاعری پر تبصرہ کیجیے ؟

۲-

۱- مندرجہ ذیل الفاظ کی جمع بنائیے ؟

رنج ، تن ، شعر ، کیسہ ، خار

۲- مندرجہ ذیل افعال امر کیسے بنے ؟ ان سے فعلِ نہی بنائیے ؟

گیر ، گزین ، کُن

۳- '' کردہ ام '' کون سا فعل ہے ؟ گُفتن مصدر سے اس فعل کی گردان لکھیے ؟

سَدِیدُالدین محمد عوفی

یقینی سالِ ولادت معلوم نہیں۔ ٥٦٧ سے ٥٧٢ ھ کے درمیانی عرصے میں بخارا میں پیدا ہوئے۔ صحابیِ رسولؐ حضرت عبدالرحمانؓ بن عوف کی اولاد میں سے تھے۔ اسی لیے ''عوفی'' کہلائے۔

بخارا کے نامور علماء سے تعلیم حاصل کی۔ ٥٩٧ھ میں کسبِ مُعاش کے لیے وطن سے نکل کھڑے ہوئے۔ مختلف درباروں میں ملازمتیں کیں۔ سمرقند ، خوارزم ، نیشاپور اور سجستان میں بھی رہے۔ بعد میں برِصغیر پاک و ہند چلے آئے اور حاکمِ سندھ ناصر الدین قباچہ کے دربار میں رہے۔ سالِ وفات بھی معلوم نہیں، البتہ یہ طے ہے کہ ٦٣٠ھ تک ضرور زندہ رہے۔

عوفی ، فارسی کے اہم ترین نثر نگاروں میں شمار ہوتے ہیں۔ اُن کی کتاب '' لبابُ الالباب '' فارسی شعراء کا پہلا تذکرہ ہے۔ اس کی زبان قدرے مشکل ہے۔ ان کی دوسری اہم کتاب کا نام '' جَوامعُ الحکایات '' و لَوامعُ الرّوایات ہے۔ اِسے اُن کا شاہکار کہنا چاہیے۔ یہ کتاب ، فارسی نثر کی بہترین کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔ اس کا اسلوب نگارش بہت سادہ اور رواں ہے۔

عوفی کی دونوں کتابیں، تاریخی حوالے سے بھی بہت اہم ہیں۔ جوامع الحکایات کا مختصر انتخاب شاملِ نصاب کیا جا رہا ہے۔

جوامع الحکایات

روزی ، انوشیروان به شکار رفته بود، و در آن صحرا پیری را دید که درخت جوز می نشاند. گفت : " ای پیر ! چه می کُنی ؟ "

گفت : " درخت جوز می کارم ! " انوشیروان گفت : " تو مردی پیری ، چه طمع می داری که بر این بخوری. " گفت : " کَسان کِشتند و خوردیم ، کاریم و خورند ! "

انوشیروان را خوش آمد و گفت : " زه ! "

و عادت نوشیروان آن بُودی که از هر کس که سُخَنی شنیدی و زه گفتی ، او را ، در حال چهار هزار دِرَم صلت دادندی. پس پیر را چهار هزار دِرَم بدادند. پیر گفت : هیچکس دیدی که درخت کِشت و بر آن زود تر به وی رسید که به من ؟" نوشیروان گفت : " زه ! " اُو را چهار هزار دِرَم دیگر بدادند. پیر گفت : " به اثر نظر پادشاه ، این درخت من به یک سال دو بر آوردد. " نوشروان گفت : " زِه ! " و اُو را چهار هزار دِرَم دیگر بدادند. "

آورده اند که شهیدی شاعر روزی نشسته بود و کتابی می خواند. جاهلی به نزدِ او درآمد و سلام کرد و گفت : " خواجه تنها نشسته است " ! گفت : " تنها اکنون گشتم که تو آمدی ، از آن که به سَبَبِ تو از مطالعهٔ کتاب باز ماندم " !

خواجه ای بود عظیم بخیل ، و غلامی داشت که به هزار دینار خریده بود ، و او به هزار درجه از خواجه بخیل تر بود. روزی خواجه گفت : " ای غلام ! نان بیاور و در ببند " ! غلام گفت : " ای خواجه بر زبانِ تو خطا رفت. واجب کردی که گفتی در ببند و نان بیاور که آن به حَزم نزدیکتر بودی. " خواجه این دقیقه از غلام بپسندید و او را آزاد کرد.

(سدیدالدین محمد عوفی)

فرهنگ

جوز : اخروٹ

کَسان : کَس کی جمع، دُوسرے لوگ

زِه : بہت خوب، واہ، آفرین

صِلَت : صلہ ، انعام

بَر : پھل

عظیم بخیل : بہت زیادہ کنجوس

واجب کردی : ضروری تھا، بہتر ہوتا

حَزم : احتیاط

دقیقه : نکتہ ، نازک بات

بر زبانِ تو خطا رفت : تیری زبان سے غلط بات نکل گئی۔

تمرین

۱-

۱- پہلی حکایت ہمیں کیا اخلاقی سبق سکھاتی ہے؟

۲- نوشیروان نے بوڑھے کو تین بار انعام کیوں دیا ؟

۳- شہیدی شاعر نے مطالعہ کتاب چُھوٹ جانے پر اپنے آپ کو تنہا کیوں کہا ؟

٤- کنجوس غلام نے اپنے کنجوس آقا سے کیا کہا ؟

٥- پہلی حکایت کو آسان فارسی میں لکھیے :

۲-

۱- مندرجہ ذیل افعال کون سے ہیں ؟

رفتہ بود ، می نشاند ، می کُنی ، خوردیم ، نشستہ است

۲- زودتر (زود+تر) جیسے پانچ الفاظ لکھیے۔

۳- تیسری حکایت میں سے افعالِ اَمر کی نشاندہی کیجیے۔

نظامی گنجویؒ

حکیم جمال الدین ابومحمد الیاس نظامی کا سالِ ولادت ۵۳٦ھ ہے۔ شہر گنجہ کی نسبت سے گنجوی کہلائے۔ عالم وفاضل آدمی تھے۔ ہم عصر بادشاہ اور اُمَر اءاُن کا احترام کرتے تھے۔ وہ عمر بھر شاہی درباروں سے پرہیز کرتے رہے، اور نیک نامی و پاکبازی کی زندگی گذار کر ٦١٤ھ میں انتقال کر گئے۔ ان کا مزار آزاد جمہوریہ آذربائیجان کے شہر گنجہ میں ہے۔

نظامی کی وجہ شہرت اُن کی پانچ مثنویاں ہیں جو "خمسۂ نظامی" یا " پنج گنج " کے نام سے معروف ہیں۔ انہی مثنویوں کی بدولت انہیں فارسی ادب کا سب سے بڑا داستان سرا کہا جاتا ہے۔ ان کی مثنویوں کے نام یہ ہیں :

مخزن الاسرار ، خسرو و شیرین ، لیلی ومجنون ، بہرام نامہ یا ہفت پیکر یا ہفت گنبد اور سکندر نامہ ، جس کے دو حصے ہیں : شرف نامہ اور اقبال نامہ۔

خمسۂ نظامی کی تقلید میں امیر خسرو ،خواجو کرمانی ، مولانا جامیؒ فیضی اور عرفی جیسے عظیم شعراء نے مختلف مثنویاں لکھیں۔ ہر دور میں کئی نامور شعراءخمسۂ نظامی کی تقلید میں طبع آزمائی کرتے رہے ہیں۔

نظامی کی مثنویوں میں خوبصورت مناظر ، دلچسپ مکالمے اور واقعات کا ڈرامائی اُتار چڑھاؤ ملتا ہے۔ اُن کی تشبیہات و استعارات میں سادگی اور رنگینی ہوتی ہے۔ انسانی جذبات و احساسات کی بھرپُور ترجمانی میں اُنہیں کمال حاصل ہے۔ بیان میں زور دلنشینی اور اثر آفرینی ہے۔

مثنوی کا لفظی مطلب دودو یا جوڑا جوڑا ہے، چونکہ اس کے ہر شعر کے دونوں مصرعے آپس میں ہم قافیہ ہوتے ہیں، اس لیے اسے مثنوی کہا جاتا ہے۔ یہ فارسی کی خاصی مقبول صنفِ سخن ہے اور عام طور پر کسی نظریے، واقعے یا کہانی کو نظم کرنے کے لیے

بہترین صنف ہے۔ جس مثنوی میں بادشاہوں کی تاریخ اور ان کی جنگوں کی داستانیں بیان کی جائیں، اسے رزمیہ مثنوی کہا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں فردوسی طوسی کی مثنوی شاہنامہ بہت معروف ہے۔ عشق ومحبت اور عیش ونشاط کی داستانوں پر مشتمل مثنوی بزمیہ کہلاتی ہے۔ بزمیہ مثنوی کے حوالے سے نظامی گنجوی کے علاوہ امیر خسرو ، کرمانی اور جامی کے نام بہت اہم ہیں۔

فلسفیانہ ، اخلاقی اورصوفیانہ موضوعات کی حامل مثنویوں میں سنائی ، عطار ، محمود شبستری ، سعدی ، اوحدی اور علامہ اقبال کی مثنویاں نمایاں ہیں۔

(۱)

پندها

صُحبتی جُوی کز نِکُو نامی
در تو آرَد نِکُو سرانجامی

عیبِ یک هم نشست باشد و بس
کا فگنَد نامِ زشت بر صد کس

چُون رسد تنگی اِی ز دورِ دو رنگ
راه بر دل فراخ دار، نه تنگ

بس گِره کو کلیدِ پنهانی است
بس دُرُشتی که در وی آسانی است

هُنر آموز کز هُنر مندی
در گشائی کُنی، نه در بندی

هـــر کـــه ز آمـــوختـــن نـــدارد نـــنگ
دُر بـــــر آرَد زِ آب و لـــــعـــــل از ســـنگ
وان کـــه دانـــــش نَبَـــاشـــدَش رُوزی
نـــــنگ دارد زِ دانـــــــش آمـــــوزی

(هفت پیکر نظامی)

(۲)

تنـها ماندنِ شیرین و زاری کردنِ وی

بـه تـنگ آمـد شبی از تنگ حالی
که بُـود آن شـب بـر او مـانـندِ سالی
گـرفتـه آسـمـان ، شب را در آغوش
شـده خـورشید را مشـرق فـرامـوش
دلِ شیـریـن دران شـب خیـره مـاندِه
چـراغـش چـون دلِ شـب تیره ماندِه
زبـان بـکشـاد و گفتـا : " ای زمـانـه !
شـب اسـت ایـن یـا بلای جـاودانـه ؟
چـــه اُفتـاد ؟ ای سپهـرِ لاجـوردی
کـه امشـب چُـون دگـر شبـها نگردی
شبـا ! امشـب جـوانـمـردی بیامـوز
مـرا ، یـا زُود کُـش ، یـا زُود شـو رُوز
نـه زیـن ظُـلـمـت همـی یا بَم اَمانی
نــه از نُـورِ سَـحَـر بینـم نشـانـی
مـن آن شـمعم که در شب زنده داری
همـه شب می کُنم چُون شمع ، زاری
بـخـوان ، اَی مُـرغ ! اگـر داری زبـانـی
بـخـنـد ، اَی صبـح ! اگـر داری دهـانـی

(خسرو و شیرین نظامی)

فرھنگ

صحبت : دوستی ، ساتھ

نِکُو نامی : نیک نامی

نکو سرانجام : اچھا انجام

ھم نشست : ساتھ بیٹھنے والا، دوست

زِشت : بُرا

دورِ دو رنگ : دوغلا زمانہ

دُرُشتی : سختی، مصیبت

ننگ داشتن : شرمانا، عار محسوس کرنا

رُوزی : قسمت ، نصیب

خیرِہ : حیران و پریشان

تیرِہ : تاریک

لاجوردی : نیلے رنگ کا

شب زندہ داری : رتجگا

دھان : مُنہ

بہ تنگ آمدن : تنگ آجانا ، پریشانی اور بیزاری کی انتہا ہوجانا

تمرین

۱-

۱- بُری صُحبت کا کیا نقصان بیان کیا گیا ہے ؟

۲- علم و فن کا حصول کیوں ضروری ہے ؟

۳- تاریک رات کی تنہائی میں شیریں کی کیا کیفیات بتائی گئی ہیں ؟

٤- " شدہ خورشید را مشرق فراموش " سے کیا مراد ہے ؟

٥- سبق میں آنے والی تشبیہات کی وضاحت کیجیے۔

۲-

۱- ہم نشست (ہم+نشست) جیسے پانچ الفاظ لکھیے۔

۲- مثنوی سے کیا مُراد ہے ؟ اہم فارسی مثنوی نگاروں کے نام لکھیے۔

۳- نظامی گنجویؒ کی شاعری پر تبصرہ کیجیے۔

مولانا جلالُ الدین رُومیؒ

آپ کا نام محمد اور لقب جلال الدین تھا۔ ٦٠٤ ھ میں بلخ میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام محمد بن حسین تھا۔ جو سلطان العُلماء بہاء الدین وَلَد کے لقب سے مشہور تھے اور اپنے عہد کے عظیم علماء اور واعظین میں شمار ہوتے تھے۔ تصوّف وعرفان سے اُن کو گہرا لگاؤ تھا اور وہ شیخ نجم الدین کُبرٰی کے خُلفاء میں سے تھے۔

سلطان محمد قطب الدین خوارَزمشاہ کے ساتھ اختلاف رائے کی وجہ سے آپ نے وطن سے ہجرت کی، نیشاپور، بغداد اور دمشق گئے۔ فریضۂ حج ادا کیا۔ موجودہ تُرکی کے شہر قونیہ میں سکونت پذیر ہوئے۔ مولانا جلال الدین رومی اس وقت بہت چھوٹے تھے۔

انہوں نے عقلی ونقلی علوم اپنے والد محترم سے پڑھے۔ والد کی وفات کے بعد اُن کے عزیز شاگرد شیخ بُرھان الدین محقق ترمذی سے کسبِ فیض کیا۔ دمشق اور حلب کے مدارس میں تعلیم مکمل کی اور دوسرے علماء اور فُقہا کی طرح درس وتدریس میں مشغول ہو گئے۔ وہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالمِ دین، عظیم مُفتی اور مقبول ترین واعظ شمار ہونے لگے۔

٦٤٢ھ میں اُن کی زندگی کا اہم ترین واقعہ رونما ہوا۔ اُن کی ملاقات حضرت شمس الدین تبریزی جیسے صوفی باصفا وعارفِ کامل سے ہوئی اور آپ کی زندگی کا رُخ ہی بدل گیا۔ ریاضت ومجاہدہ میں مشغول ہو گئے۔ درس و وعظ کی مصروفیات ترک کر دیں، اور شب و روز شمس تبریزی کی محبت میں سرمست رہنے لگے۔

پیرومُرشد کی نظرِ کرم کے طفیل روحانیت کے اعلیٰ ترین مراتب پر فائز ہوئے۔ ۶۷۲ھ میں قونیہ میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ تصوّف کا سلسلۂ مولویہ آپ ہی سے منسُوب ہے۔

آپ فارسی کے عظیم ترین شعراء میں شمار ہوتے ہیں۔ فکری وفنی اعتبار سے آپ کا کلام غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ تقریباً ۲۶ ہزار اشعار پر مشتمل '' مثنوی معنوی '' آپ کی اہم ترین تخلیق ہے۔ یہ اسلامی تصوّف پر سب سے جامع اور مؤثر ترین مثنوی ہے جس نے علامہ اقبال جیسے عظیم مفکر کو اتنا متاثر کیا کہ وہ اپنے آپ کو مولانا کا ادنیٰ عقیدت مند کہنے میں فخر محسوس کیا کرتے تھے۔

مثنوی معنوی کے چھ دفتر ہیں، جو ۶۵۸ھ سے ۶۶۶ھ تک کے درمیانی عرصے میں مکمل ہوئے۔ اس میں اخلاقی موضوعات بڑے دلنشین انداز میں پیش کیے گئے ہیں۔ تصوّف وعرفان کے نازُک اور مُشکل مسائل کا بیان بھی انتہائی سادہ اور مؤثر انداز میں کیا گیا ہے۔ سمجھانے کی غرض سے جابجا مثالیں اور دلچسپ حکایات دی گئی ہیں۔ مثنوی کے مضامین میں روایتی تسلسل نہیں ہے۔ عام روش کے مطابق ابواب بھی نہیں بنائے گئے۔ اسی لیے اس میں بناوٹ کا احساس نہیں ہوتا۔ بات سے بات نکلتی چلی جاتی ہے اور پڑھنے یا سُننے والے کے دل ودماغ میں گھر کر لیتی ہیں۔

مولانا رومؒ کی غزلوں اور رباعیوں کا دیوان، دیوانِ شمس تبریزی کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں تقریباً ساٹھ ہزار ابیات ہیں۔ سادگی، سلاست، درد و سوز، کیف ومستی اور بے مثال موسیقیت اُن کی غزلوں کی نمایاں خصوصیات ہیں۔

اُن کے ملفوظات کا مجموعہ '' فیہ مافیہ '' بھی بہت اہم ہے۔

مولانا جلال الدین رومیؒ تصوّف کے بہت بڑے مُفکروں میں شمار ہوتے ہیں۔ عالمِ اسلام کے علاوہ پُورے یورپ کے اربابِ دانش نے بھی آپ کی عظمتوں کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔

'' مثنوی معنوی '' میں سے ایک حکایت ''موسیٰ و شبان '' اس کتاب کے لیے منتخب کی گئی ہے۔ اس حکایت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اعمال کا دارومدار نیت پر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دلوں کے بھید جانتا ہے اور دلوں میں موجزن اخلاص ومحبت کو پسند فرماتا ہے۔ خدا رؤف ورحیم ہے اور مخلوق کی نا سمجھی سے صرفِ نظر کرتا ہے۔ اس کہانی میں ضمناً انسانوں سے محبت واحترام سے پیش آنے کا درس بھی دیا گیا ہے۔

موسیٰ و شبان

دید موسیٰ یک شبانی را به راه
کو همی گفت: "ای خدا و ای الله

تو کجایی تا شوم من چاکرت
چارقت دوزم، کنم شانه سرت

دستکت بوسم، بمالم پایکت
وقتِ خواب آید، برو بم جایکت

گر ترا بیماری ای آید به پیش
من ترا غمخوار باشم همچو خویش

ای خدایِ من، فدایت جانِ من
جمله فرزندان و خان و مانِ من

ای فدایِ تو همه بزهایِ من
ای به یادت هی هی و هیهایِ من"

زین نمط بیهوده می گفت آن شبان
گفت موسیٰ: با که استی ای فلان"؟

گفت: "با آن کس که ما را آفرید
این زمین و چرخ از او آمد پدید"

گفت موسیٰ: "های، خیره سر شدی
خود مسلمان نا شده، کافر شدی

گر نبندی، زین سخن، تو حلق را
آتشی آید، بسوزد خلق را

گفت: "ای موسیٰ! دهانم دوختی
وز پشیمانی، تو جانم سوختی

جامه را بدرید و آهی کرد تفت
سر نهاد اندر بیابانی و رفت

وحی آمد سوی موسیٰ از خدا
"بندهٔ ما را چرا کردی جُدا؟

تو برای وصل کردن آمدی
نی برای فَصل کردن آمدی

ما برون را ننگریم و قال را
ما درون را بنگریم و حال را"

چُون که موسیٰ این عتاب از حق شنید
در بیابان از پیِ چوپان دوید

عاقبت، دریافت اُو را و بدید
گفت مُژده دِه که: "دستوری رسید

هیچ آدابی و ترتیبی مَجُوی
هرچه می خواهد دلِ تنگت، بگوی"!

(مثنوی معنوی)

فرهنگ

شَبان : گڈریا ، چرواہا
گُو : '' کہاو '' کامخفف

همی گفت : کہہ رہاتھا
چارُق : چرواہوں والا جوتا

بُزها : بکریاں
هی هی وهیها : ہانکنے کی آوازیں

زین نَمَط : اِسی طرح سے ، یوں
خیرِه سر : دیوانہ ، پاگل

تَفت : گرم
وصل کردن : ملانا

فصل کردن : جُدا کرنا
برون : ظاہر

قال : گفتگو،ظاہر
درون : باطن

حال : کیفیت،نیّت،باطن
چوپان : چرواہا

مژدِه دِه : خوش خبری دینے والا (اسم فاعل)
دستور : حُکم ، فرمان ، اجازت

دستکَت : تیرے ننھے مُنے ہاتھ (دست+کِ تصغیر+اَت) تیرے پیارے پیارے ہاتھ

پایکت : تیرے ننھے مُنے پاؤں (پای+ک+ت) تیرے پیارے پیارے پاؤں

تمرین

۱-

۱- چرواہا کیا کہہ رہا تھا ؟
۲- حضرت موسیٰؑ نے اُس سے کیا کہا ؟
۳- حضرت موسیٰؑ پر کیا وحی آئی ؟
٤- آخری شعر کی تشریح لکھیے۔
٥- یہ اشعار کس صنفِ سخن میں لکھے گئے ہیں ؟

۲-

۱- مندرجہ ذیل الفاظ کے اجزا الگ الگ کیجیے اور ان کے معانی لکھیے :

شبانی ، دستکت ، یادت ، کردی ، مجوی

۲- مندرجہ ذیل افعال کے مصادر اور مضارع لکھیے :

دوزم ، سوختی ، بدرید ، ننگریم ، مجوی

۳- مولانا جلال الدین رومیؒ پر ایک جامع نوٹ لکھیے۔

حَسَن سجزی دهلویؒ

آپ کا نام نجم الدین اور حسن تخلص تھا۔نسبی لحاظ سے قریشی اور ہاشمی تھے۔ان کے آباء اجداد عرب سے بجستان اور پھر ہندوستان منتقل ہوئے۔یہیں، ۶۵۲ھ میں، بدایوں میں حسن کی ولادت ہوئی۔دہلی میں تعلیم و تربیت حاصل کی۔ شہزادہ محمد اور سلطان علاء الدین خلجی کی ملازمت میں رہے۔ ۷۲۷ھ میں دہلی میں وفات پائی۔

حسن دہلوی اپنے عہد کے عظیم چشتی شیخ طریقت حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے جاں نثار مرید اور حضرت امیر خسروؒ کے انتہائی عزیز دوست تھے۔آپ کی زیادہ شہرت اپنی سادہ اور اثر انگیز فارسی غزلوں کی وجہ سے ہے۔انہیں ''سعدی ہندوستان'' بھی کہا جاتا ہے۔

۷۰۷ھ سے ۷۲۲ھ تک وہ بکثرت اپنے پیر و مرشد کی محفل مبارک میں حاضر ہوتے رہے۔جو کچھ سُنتے، یاد رکھتے اور لکھ لیتے۔یوں خواجہ نظام الدین اولیاء کا مجموعہ ملفوظات مُرتب ہوا۔جس کا نام ''فوائد الفواد'' ہے۔تصوف کی کتابوں میں اسے غیر معمولی اہمیّت حاصل ہے۔اس کا اندازِ تحریر، سادہ ، رواں اور شگفتہ ہے۔اس کتاب کے پانچ حصے ہیں اور یہ ۱۸۸ مجالس پر مشتمل ہے۔

سُخَنانِ خواجه نظام الدین اولیاءؒ

صدقه

فرمود که : " چُون در صدقه پنج شرط موجود شَوَد ، بی شک آن صدقه قُبول باشد۔ و از آن پنج شرط ، دو پیش از عطا است ، و دو در حالتِ عطا است ، و یکی بعد از عطا است۔ امّا آن دو شرط که پیش از عطا است ، یکی آن است که آنچه خواهد داد ، از وجهِ حلال باشد ، و دوم شرط آن که نیت کُنَد که به مردی صالح دهد ، به کسی که در وجهِ فساد خرج نَکُنَد۔ یعنی به اهلِ صلاح دهد۔ دوم شرط آن که خفیه دهد۔ و آن یک شرط که بعد از عطا است که آنچه دهد ، پیشِ کسی آن را بر زبان نیارد و ذکرِ آن نَکُنَد۔"

دُعا

فرمود که : " بنده را وقتِ دُعا می باید که هیچ معصیّتی که کرده باشد ، پیشِ دل نیارد ، و نه هیچ طاعتی۔ زیرا که اگر پیش دل ، طاعتی آرَد ، آن عجب باشد و دعای مُعجِب مُستجاب نشود۔ و اگر معصیّتی پیش دل آرَد ، در ایقان دُعا سُستی آرَد۔ پس وقتِ دُعا نظرِ خاص بر رحمتِ حق می باید داشت۔"

شیخ فرید الدین گنجِ شکرؒ

فرمود که : " شیخ الاسلام فرید الدین ترکِ خلق گرفت و دشت و بیابان اختیار کرد ، یعنی که در اجودهن ساکن گشت۔ با آن هم از آمد و شُدِ خلائق حد نَبُود۔ درِ خانقاه به قیاسِ نیم شبی یا کم و بیش ببستندی ، یعنی پیوسته باز بودی۔ هیچ کس به خدمتِ

ایشان نیامدی که او را چیزی نصیب نکردی۔"

بعد ازان فرمود که : " از بدرالدین اسحاق شنیدم که او گفت که من خادمِ محرم بودم ، و هر چه بودی با من بگفتی۔ در خلاء و ملاء یک سُخن بودی۔ هیچوقت مرا در خلاء سخن نگفتی و کاری نفرمودی که در ملاء عینِ آن نگفتی۔ یعنی ظاهر و باطن یک روش داشت۔ و این از عجائب روزگار است۔"

(حَسَن دهلویؒ)

فرهنگ

وجہِ فساد : غلط اور ناپسندیدہ کام

اهل صلاح : نیک لوگ

به انشراحِ دل : کُھلے اور ہلکے پُھلکے دل سے

عُجب : غرور و تکبر ، گھمنڈ

مُعجِب : مغرور

ایقان : یقین ، اعتماد

اجودهن : پاک پتن کا دوسرا نام

آمد و شد : آمد و رفت

به قیاس : تقریباً

پیوسته : ہمیشہ

نصیب نکردی : عطا نہ فرماتے

خلاء : خلوت ، تنہائی

مَلاء : جَلوت ، محفل

وَجه : چہرہ ، طریقہ ، فارسی میں رقم کے معنوں میں آتا ہے۔

وَجهِ حلال : حلال رزق ، جائز ذریعۂ آمدنی

تمرین

۱- صدقے کی قبولیت کی پانچ شرائط کیا ہیں ؟

۲- '' اہل صلاح '' سے کیا مراد ہے ؟

۳- دُعا کرتے ہوئے کیا پیشِ نظر رہنا چاہیے ؟

٤- '' اجودھن '' کا موجودہ نام بتایئے ؟

٥- '' ملفوظات '' کسے کہتے ہیں ؟

۲-

۱- مندرجہ ذیل الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے۔

نیّت ، تواضع ، مُستجاب ، ھیچوقت ، روش

۲- مندرجہ ذیل الفاظ مضارع ہیں، ان کے مصادر لکھیے :

شود ، باشد ، دھد ، آرَد ، کُنَد

۳- مندرجہ ذیل افعال کو منفی بنایئے :

باشد ، آرد ، می یابد ، داشت ، گشت ، شنیدم